جناب ابو محمد عبدالعزیز رحمانی
ترتیب، تنقیح، اضافہ: اکرام اللہ ساجد

قسط اوّل

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد،

فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پ ۱، البقرۃ: ع ۱۶)

پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی انہوں نے۔ اور اگر پھر جاویں، تو وہ بدبخت ہیں، جلدی کفایت کرے گا اللہ تعالیٰ تجھ کو ان سے، اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

خدائے لم یزل نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے سلسلۂ نبوت قائم فرمایا۔ ہر پیغمبر، ہر رسول اور ہر نبی نے اپنی اپنی امت کی اصلاح کی، منکرات کو مٹانے کے لئے اور نیکیوں کو پھیلانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کی۔ تا آنکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، (فداہ ابی وامی) خاتم النبیین بن کر ملکِ عرب میں مبعوث ہوئے۔ اس وقت ہر قسم کی گمراہیاں، شرک و کفر، الحاد اور ظلمت کی تاریکیاں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں۔ لیکن جلد ہی آفتابِ نبوت کی روشنی مشرق و مغرب تک پھیل گئی، انوارِ توحید و سنت سے پوری انسانیت جگمگا اٹھی، نفوس کا تزکیہ ہوا اور انہوں نے حیاتِ ابدی حاصل کی ـــــ تیرہ دل، درندہ خصلت انسان نیک خصلت فرشتے بن گئے، حق تعالیٰ کی محبت اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرمانبرداری انکی

کا فرض اولیں قرار پائی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیس سالہ زندگی کے زمانہ تبلیغ میں ہزارہا مسلمانوں کی ایک مقدس جماعت بنائی، ان کو منظم کیا جس کا ہر آدمی محبت الٰہی میں سرشار ہو گیا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر ہر آن اور ہر وقت اپنی جانِ عزیز اور مال قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا ۔ زمانۂ جاہلیت کے جاہل، بھٹکے ہوئے بے راہ انسانوں میں اتنا جلدی، اتنا فوری انقلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ میں وہ بلند مقام حاصل کیا ۔ جس کی نظیر تمام عالم میں نہیں ملتی ۔ انکا مقصدِ حیات محض رضاء الٰہی، خوشنودی پروردگار تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کمال کی خود گواہی اور خبر دی ہے، ارشاد فرمایا :

"یبتغون فضلا من ربهم و رضوانا ط (پ ۶ المائدۃ ع: ۱/۵)

نیز فرمایا :

"یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ط (پ ۲۶، الفتح ع ۴/۱۲)

یعنی " اللہ رب العزت کا فضل اور اس کی رضا ان کا مطمح نظر ہے "

ارادۂ خداوندی کے سامنے ان کے اپنے ارادے فنا ہو گئے، ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا تھا، ارشاد فرمایا :

یریدون وجہ اللہ و اولئک ہم المفلحون ۰ (پ ۲۱، الروم ع : ۴/۴)

اگر وہ زندگی چاہتے تھے تو اطاعتِ حق کے لئے اور اگر موت کی تمنا کرتے تھے تو رضاء خداوندی کے لئے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دنیا میں خوشخبری دی :

"ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم لہم جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا ابدا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ط ذلک الفوز العظیم" ط (پ ۷، سورۃ المائدۃ : ع ۱۶/۶) ________ یعنی ؎

خدا سے جو ہوئے راضی، خدا جن سے ہوا راضی　　درخشاں جن کا مستقبل، درخشاں جن کا ماضی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ بھی تھے، کفار اور مشرکین بھی ۔ وہ بھی اپنے آپ کو ایماندار کہتے تھے ۔ پروردگار عالم کے دربار میں ان کا ایمان مقبول نہ ہوا ۔ قیامت تک آپؐ پر ایمان لانے والے آئے اور آتے رہیں گے لیکن پروردگار عالم نے اگر کسی کے ایمان کو جلد مومنین

کے لئے معیار قرار دیا ہے تو وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں ۔ انبیائے کرام کے بعد یہ مرتبہ اور یہ مقام سوائے صحابہ کرام رضہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا ۔

کفار کے لئے بھی یہی حکم ہوا کہ اگر وہ ایمان لائیں تو ان کے لئے بھی صحابہ کرام رضہ کا ایمان ہی معیاری اور مثالی ہے ، چنانچہ فرمایا :

"فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

کہ "اگر یہ (کفار) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو جان لو کہ وہ ہدایت پر آگئے اور اگر اعراض کریں گے تو جان لیجئے کہ یہ سخت ضدی اور متعصب ہیں ——— اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ آپ کے درپے آزار ہوں تو خدائے عزوجل آپ کو ان کی شرارتوں سے محفوظ رکھے گا ، اس لئے کہ وہ اپنے مخالفوں کی سرگوشیاں اور باہمی صلاح و مشورے سنتا ہے اور ان کے دلی بغض و عناد کو بھی جانتا ہے ۔"

(تفسیر ثنائی جلد اوّل ، ص۱۰۱)

علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ابن کثیرؒ میں ، اس آیہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں :

" فان آمنوا یعنی الکفار من اهل الکتاب مثل ما آمنتم به یا ایها المؤمنون من الایمان بجمیع الکتب و رسله ولم یفرقوا بین احد منهم فقد اهتدوا ای فقد اصابوا الحق وارشدوا الیه" (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ، ص۱۸۹)

علامہ بغدادی صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں :

"فان آمنوا بایمان کایمانکم و توحید کتوحیدکم فقد اهتدوا " (تفسیر خازن جلد اول ، ص۹۹)

حاصل مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مؤمنین (صحابہ کرام رضہ) کا ایمان دربارِ خداوندی میں اس قدر منظور اور مقبول تھا کہ جب یہود و نصاریٰ کو ایمان اور اسلام کی دعوت دی گئی تو بطور نمونہ صحابہ کرام رضہ کے عقیدۂ توحید اور ان کے ایمان کو پیش کیا گیا ۔ پس اس وقت بھی اگر کوئی شخص ایمانی حیثیت سے ساتھ دربارِ الٰہی میں محبوب اور مقبول بننا چاہتا ہے تو اسے بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں کے ایمان کو سامنے رکھنا ہوگا ۔ جن لوگوں کا ایمان اس کسوٹی اور معیار

پرپورا اترے گا . . . . فھو مؤمن . . . وہ تو ایمان کا پکا کھرا اور سچا ہوگا اور جو اس معیار پر پورا نہ اترا یا جس نے صحابہ کرام کے ایمان پر ہی شبہ کیا، اس کے بارے میں خداوند کریم کا فیصلہ موجود ہے:

"اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ"

کہ جب کفار سے کہا گیا کہ ایمان لاؤ، جس طرح ایماندار لوگ (ظاہر ہے مراد صحابہ کرامؓ ہی ہیں) ایمان لائے تو کفار نے کہا، کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بیوقوف ایمان لائے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، خبردار! وہی لوگ (کافر) بیوقوف ہیں اور نرے جاہل!"

کس قدر ستم ظریفی ہے کہ آج انہی لوگوں کے ایمان پر شبہ کیا جا رہا ہے جن کے ایمان کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی اور یہی نہیں بلکہ کفار کے توہین آمیز الفاظ کا جواب بھی خود اپنی طرف سے دیا کہ جاہلو، بیوقوف تو تم ہو، میں نے تو انہیں ایمان کی ایسی دولت عطا کی ہے جو بعد میں آنے والے تمام لوگوں کے لئے معیار کا درجہ رکھتی ہے۔ یہاں ایک اور نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ بلا تخصیص غیرے ان تمام صحابہ کرامؓ کے ایمان کو بیوقوفی سے تعبیر کرنے والے کون لوگ تھے؟ ——— کفار مکہ اور یہود و نصاریٰ! فتفکروا وتدبروا! ——— پس مسلمان کہلا کر ایسی حرکت کہاں کی معقولیت ہے؟

اب ذرا فرقہ امامیہ، شیعہ اور اثنا عشریہ کے مفسر ملا فتح اللہ کاشانی کا اظہار حق سنئے:

"فان امنوا بمثل ما امنتم فقد اهتدوا . . ."

پس اگر ایمان آورند ہمہ اہل کتاب از یہود و نصاریٰ بہمہ کتب و رسل بمانند آنچہ شما ایمان آوردید اے مہاجرین و انصار بہمہ کتب و رسل، پس ہر آئینہ راہ راست یافتند!
یعنی اہل کتاب کا ایمان دربارِ خداوندی میں تب محبوب و منظور ہوگا جب صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار کے مثل ایمان لاویں گے ورنہ شقاق (کفر) میں رہیں گے"

اور شقاق، کی تفسیر "منہج الصادقین" میں حضرت جعفر صادق سے یوں منقول ہے:

"بکفر کردہ و ایں معنے لازم است"

مطلب ظاہر ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کی مثل ایمان لائے تو ہدایت پائیں گے ورنہ اعراض کی صورت

ہیں ان پر شقاق اکفر، کا فتویٰ صادر ہو گا ۔

الغرض جن لوگوں کے ذریعے عرب وعجم میں نورِ ہدایت اور نورِ اسلام پہنچا اور پھیلا جن کے کارنامے زندہ جاوید ہیں، جن کی تعلیم، جن کے آثار بے نظیر و بے مثال ہیں، جن کی قربانی اور مالی ایثار کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، جو "خیر امت" کے مخاطب اور مصداق ہیں، جن کو "خیر البریۃ" کہہ کر پکارا گیا، جن کو زبانِ رسولؐ سے یہ خوشخبری ملی کہ:

"انتم الیوم خیر اھل الارض"

کہ روئے زمین کے تمام انسانوں سے تم بہترین انسان ہو"

——— اور جو بلا شبہ انبیاء کرام کے بعد دوسرے تمام اعلیٰ انسانوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں، اگر ان کا بھی ایمان کامل نہیں تو پھر کامل ایمان والا کون ہے؟ ———

——— وہ مومن لوگ کون تھے؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون" (پ ۲۶ الحجرات، ع: ۲/۱۴)

کہ ایماندار لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (ایسا محکم) ایمان رکھتے ہیں کہ جس میں شبہ کا شائبہ تک نہیں (اور جس کا ثبوت دیتے ہوئے) انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں اور مال لٹا دئیے، یہی لوگ سچے ہیں!"

. . . اور اس خطابِ الٰہی کے مخاطب کون لوگ ہیں؟

"اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ، اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون"

کیا یہ حزب اللہ جن کو فوز و فلاح کی خوشخبری دی جا رہی ہے اور جن کے بارے میں "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے" فرمایا جا رہا ہے کیا صحابہ کرامؓ ہی نہ تھے؟ . . . اور صرف یہی نہیں، یہاں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیک گواہیوں سے قرآن بھرا پڑا ہے:

"اولئک ھم الصادقون" (پ ۲۶، الحجرات ع ۲/۱۴)

کہ "یہی لوگ سچے ہیں"!

" أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ " (پ ۲۶، الحجرات، ع ۱/۱۳)

یہی لوگ نیک ہیں۔

" أُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ " (پ ۱۰، توبۃ ع ۳/۹)

یہی لوگ کامیاب ہیں!

اولٰئك هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط (پ ۹، الانفال ع ۱/۱۵)

یہ لوگ سچے مومن ہیں۔

" وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ط " (پ ۲۲، الاحزاب ع ۱/۱۳)

(ان) ایمانداروں کو خوشخبری دیجئے کہ اللہ کے ہاں ان کے لئے بڑا فضل ہے۔

" أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ " (پ ۲۱، الروم ع ۴/۷)

یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں!

" يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا " (پ ۲۶، الفتح، ع ۴/۱۲)

(یہ لوگ) اللہ کا فضل اور اللہ کی رضامندی تلاش کرتے ہیں!

" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ " (پ ۷، الانعام، ع ۱۲/۶)

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے!

" وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰى " (پ ۲۷، الحدید، ع ۱/۱۷)

ان تمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنہ فرمایا ہے!

" أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ " (پ ۲، البقرۃ، ع ۲۶/۶)

یہی لوگ متقی ہیں۔

کیا یہ تمام گواہیاں صحابہ کرامؓ ہی کے حق میں نہیں؟ اور اگر ہیں تو ان ہستیوں کے حیثیت و مرتبہ میں شک کرنا یا انہیں ان کے مقام و مرتبہ سے گرانے کی سعیٔ مذموم و لاحاصل کرنا ظلمِ عظیم نہیں؟ —— تو پھر مظلوموں کے لئے سینہ کوبی اور نوحہ خوانی کرنے والے خود اس ظلم کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟

ایسے ظلم کا ارتکاب تو اسی راستہ کو اپنانے کے مترادف ہے جس کی نشان دہی اللہ تعالیٰ

نے قرآن مجید میں فرمائی ہے:

"وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ط

کہ "جس نے ہدایت پا لینے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اپنائی، ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور (یہی نہیں بلکہ) اسے جہنم میں پھینک دیں گے" (باقی آئندہ۔ ان شاء اللہ!)

بقیہ "تصریحات" ص۲ سے آگے

ہندوازم کی کوئی گنجائش موجود ہے؟ اور اگر نہیں تو کیا اس کا پرچار ایک سازش نہیں، تو پھر اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا جاتا؟ —— اور کیا اس قوم کے موجودہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ اسے جھوٹی، من گھڑت اور حقائق سے کوسوں دور کہانیاں سنا کر خطرات سے آنکھیں بند کر کے چپ چاپ سو جانے کی ترغیب دی جائے —— ننگی تصویریں دکھا کر اس کے قلوب کو مردہ کیا جائے اور سستی تفریح سے اس کا دل بہلایا جائے؟ —— بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک مسلمان کی زندگی میں تفریح کی گنجائش ہی کہاں ہے —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو "الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر" فرما کر اس دنیا کی زندگی کو مومن کے لئے قید خانہ قرار دیں اور ہم سینما کی ٹکٹوں کی بلیک کا حوالہ دے کر حکام سے آئینی طور پر یہ اپیل کریں کہ سستی تفریح ہمارا حق ہے اور ہمیں سینما مالکان کی زیادتیوں سے بچایا جائے —— کیا یہ تیور ایک مسلمان قوم کے ہیں؟ کیا خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے والوں کے یہی اصول تھے؟ اور کیا ایک اسلامی ملک کے سربراہوں کی تلخ حقائق سے ایسی چشم پوشی جائز، روا اور درست ہے؟

ان گذارشات سے جہاں ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے عوام حیا سوز، عریاں اور غلط نظریات پھیلانے والے لٹریچر کا بائیکاٹ کریں، نئی نسل کو اس کے زہریلے اثرات سے بچائیں اور اس کا نوٹس لینے کے لئے حکام کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں، وہاں ہم ان سے یہ درخواست بھی کریں گے کہ وہ دینی اور اصلاحی پرچوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان سے ہر ممکن تعاون کریں جن کا دم موجودہ حالات میں غنیمت ہے —— جو اس کڑے وقت میں بھی کسی نہ کسی طرح "امر بالمعروف، نہی عن المنکر" کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں اور جن کا مطالعہ دین و دنیا میں ان کی فوز و فلاح کا ضامن ہو سکتا ہے۔ (اکرام اللہ ساجد)